''اتحاد''

تعلیمات پیغمبرؐ کاانمول موتی

مولف: مولانا سید محمد جابر جوراسی

اتحاد !انسانی معاشرہ کی بہت اہم ضرورت ہے کہ جس سے انکار نہیں کیاجاسکتا دنیا کی آبادی مختلف ادیان و مذاہب اور رنگ و نسل کے افراد پر مشتمل ہے۔ ان میں اگر اتحاد و یکجہتی کا عنصر مفقود ہو جائے تو قومیں قوموں سے ٹکراتی ہیں نسلیں نسلوں سے ٹکراتی ہیں فرقے فرقوں کے مد مقابل آجاتے ہیں ملکوں ملکوں میں کشید گی رہتی ہے اور پھر تصادم ہوتا ہے اس صورت حال سے یہ دنیا جسے نمونۂ جنت ہونا چاہئے دوزخ کا نمونہ بن جاتی ہے۔ نفرتوں کی آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں جنگ و جدال کا بازار گرم ہوتا ہے خون کی ندیاں بہتی ہیں اور انسانیت شر مسار ہو کر اپنے چہرۂ ندامت کو تعصب کے پردے میں چھپائے ہوئے اس وقت کاانتظار کرتی ہے جب بدامنی امن سے بدل جائے اور یہ دنیاسکون کا سانس لے سکے۔

ویسے تو پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پوری دنیاکے لئے الٰہی رسول و پیغمبر تھے جن لوگوں کے لئے آپ کا قیمتی وجود باعث رحمت تھاان میں ایک گروہ وہ تھا جس نے آپ کی نبوت کو تسلیم کیااور ایک گروہ وہ تھاکہ جس نے تسلیم نہیں کیا۔ وہ گروہ جس نے تسلیم نہیں کیااُسے اُمت ''دعوۃ'' کہتے ہیں اور جس نے بسر و چشم قبول کرلیا اُسے اُمت ''اجابت'' کہتے ہیں۔ بہر حال جس نے قبول کرلیااُس کی تو یہ اخلاقی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ اپنے تسلیم شدہ پیغمبر ﷺ کے تعلیمات میں سے کسی بھی تعلیم کو نظرانداز نہ کرے۔ جس طرح ایک بیٹا اپنے باپ کی کسی بات کو مانتاہے اور کسی بات کو نہیں مانتااُسے صالح اولاد نہیں کہاجاسکتا۔ اُسی طرح وہ اُمت کہ جو پیغمبر کو پیغمبر تو مانے لیکن ان کے تعلیمات میں سے کسی تعلیم کو قبول کرے اور کسی کو قبول نہ کرے تو وہ صالح اُمت نہیں بلکہ باغیانہ تیور والی اُمت ہے۔

موضوعِ اتحاد پر پیغمبرؐ کے ساتھ آنے والی کتاب قرآن مجید جس کے بارے میں خداوند عالم کا ارشاد ہے : قَدۡ جَاءَكُم مِّنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ۔[۱] تمہارے پاس خدا کی طرف سے نور (پیغمبر) اور روشن کتاب (قرآن مجید) آچکی ہے۔

اگرچہ اس آیت کا مخاطب اہل کتاب ہیں لیکن بین السطور اس سلسلے میں اہل اسلام کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ اہلِ کتاب نے نبیٔ آخرؐ کا بھی انکار کیا اور کتابِ الٰہی قرآن مجید کا بھی انکار کیا۔ لیکن اُمتِ مسلمہ نے دونوں کو تسلیم کیا ہے تو جب دونوں تسلیم شدہ ہیں تو تعلیماتِ پیغمبرؐ اور تعلیماتِ قرآن مجید میں سے کسی تعلیم کا عملی انکار نہ ہونا چاہئے۔ اُمتِ مسلمہ کو متوجہ کرتے ہوئے قرآن مجید نے صاف اعلان کیا تھا:

وَأَطِيعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔[۲]

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ کمزور پڑ جاؤ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے اور صبر کرو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسلام اقوام عالم سے نبرد آزما ہونے کی ہمت افزائی نہیں کرتا۔ اور خود سے کسی پر حملہ کر دینے کو مناسب نہیں سمجھتا البتہ اگر کسی نے حملہ کر دیا ہے تو اس کے مزاحمت میں بھی کوئی کوتاہی نہ ہونا چاہئے ورنہ نتیجے میں کمزوری کا مظاہرہ ہونے لگے گا اور مسلمانوں کی ہَوا اکھڑ جائے گی۔ اس کی تاریخی مثال جنگ اُحد میں موجود ہے وہاں بات باہمی تنازعہ سے بڑھ کر حکمِ رسولؐ کی خلاف ورزی کی جسارت تک پہنچ گئی تھی جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ دیار بکری نے تاریخ خمیس میں تحریر کیا ہے:

جنگ بدر کا بدلہ لینے کے لئے ابو سفیان نے ۳ ہزار فوج سے مدینہ پر چڑھائی کی۔ ایک حصہ کا عکرمہ ابن ابو جہل اور دوسرے کا خالد بن ولید سردار تھا۔ حضرت صلعم کے ساتھ پورے ہزار آدمی بھی نہیں تھے۔ احد پر لڑائی ہوئی جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کو تاکید کر دی تھی کہ لڑائی فتح ہو جائے مگر پشت کے تیر اندازوں کا دستہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے مسلمانوں کو فتح ہونے کو تھی کہ تیر اندازوں کا

۱۔ سورہ مائدہ، آیت ۱۵
۲۔ سورۂ انفال، آیت ۴۶

وہی دستہ خلاف حکم رسولؐ مال غنیمت کے لالچ میں وہاں سے ہٹ آیا۔ غرض فتح کی شکست ہو گئی۔ حضرت حمزہ شہید ہو گئے۔ سب مسلمان حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔[۱]

اسلامی فوج کا اتحاد انتشار میں بدلا اور کچھ افراد تو وفادار اسلام بن کر ثابت قدم رہے اور کچھ مالِ غنیمت کی لالچ میں دوڑ پڑے تو اس کا نتیجہ دنیا کے سامنے ظاہر ہو گیا کہ : بقول دیار بکری

"اس اثناء میں ایک گوپے کے پتھر سے آنحضرتؐ کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے اور ایک پتھر سے پیشانی مجروح ہو گئی۔ تلواروں کے زخم بھی آئے اور آپ گڑھے میں جا پڑے۔ اس وقت حضرت علیؑ جہاد میں مصروف تھے اور کبھی کبھی حضرت کو دیکھ بھی جاتے تھے۔ بالآخر کفار کو ہٹا کر حضرتؐ کو پہاڑ کے اوپر لے گئے رات ہو گئی اور دوسرے دن مدینہ روانہ ہوئے۔[۲]

اُحد میں جو کچھ ہوا وہ پیغمبرؐ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے اور لشکرِ اسلامی کے باہمی اتحاد و اتفاق کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے ہوا۔ لشکرِ اسلام معرکۂ احد کے بعد جب مدینے واپس ہو گیا اس کے بعد کے منظر نامے کے سلسلے میں صاحب تاریخ خمیس نے تحریر فرمایا ہے کہ :

ابوسفیان اس خوف سے کہ آنحضرتؐ اہل مدینہ کے ساتھ دوبارہ حملہ نہ کریں مکہ کو واپس گیا اس جنگ میں ۷۰ مسلمان مارے گئے اور ۷۰ ہی زخمی ہوئے۔ کفار صرف ۳۰ یا ۲۲ مارے گئے جن میں سے ۱۲ کو صرف حضرت علیؑ نے قتل کیا۔"[۳]

اس عبارت سے یہ ثابت ہو گیا کہ اُس وقت کے سردارِ لشکرِ کفار ابوسفیان کو بخوبی اندازہ تھا کہ مسلمان اگر متحد ہو گئے تو ان سے ہمارا مقابلہ کرنا ممکن نہ ہو گا اور اِسی خوف سے لشکرِ کفار نے پسپائی اختیار کی۔

دنیا کی تمام قوموں میں میل ملاپ بھائی چارہ اور روابط ہونا چاہئے لیکن وہ گروہ یا افراد کہ جو امنِ عالم کو درہم و برہم کرنے پر تُلے ہوئے ہوں ان کے خلاف اُن لوگوں کو متحد و متفق ہو جانا چاہئے کہ جو حق کے طرفدار اور

۱۔ تاریخ خمیس، جلد ۱، ص ۴۸۵، بحوالہ تاریخ ائمہ علامہ سید علی حیدر نقوی طاب ثراہ، مطبوعہ ادارۂ اصلاح لکھنؤ، صفحہ نمبر ۱۳۷۔
۲۔ حوالۂ بالا،
۳۔ ایضاً

باطل کے مخالف ہوں۔ دورِ حاضر میں اس موضوع کا مشاہدہ مشرقِ وسطیٰ میں کیا جاسکتا ہے۔ پچاس سال سے پوری دنیا کے لئے جارح حکومت یعنی اسرائیل ظالم طاقتوں کے سہارے یعنی امریکہ و برطانیہ وغیرہ ارضِ فلسطین پر مسلط ہے۔ مظلوم فلسطینیوں پر مسلسل ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں مکینوں کو بے گھر کر دیا گیا ہے پناہ گزیں کیمپوں میں یہ پڑے ہوئے ہیں ایسے میں اُن کی زندگی کا گزارا کیسے ہوسکتا ہے اور اُن کی اولاد کی تعلیم و تربیت کیسے ہوسکتی ہے۔ فلسطین کا مسئلہ ایک ایسا عالمی مسئلہ ہے کہ اگر دیانت ہوتی تو دنیا کے تمام ممالک اور قوموں کو متوجہ ہوجانا چاہئے تھا اور اِس طرح آوازِ حق بلند کی جاتی اور ظالمین کو کیفرِ کردار تک پہونچانے کی کوشش کی جاتی کہ پھر زمین پر فساد برپا کرنے کی زیادہ کوششیں نہ ہوجاتیں۔ اس مرحلے پر اگر کوئی آوازِ حق بلند ہوئی تو وہ فقط بانیِ انقلابِ اسلامی آیت اللہ العظمیٰ خمینی علیہ الرحمہ کی آواز تھی۔ انہوں نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

"پہلے بھی یاد دہانی کراچکا ہوں کہ اسرائیل غاصب جو مقاصد رکھتا ہے اس سے واضح ہے کہ اس کا وجود اسلام اور ممالک اسلامیہ کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔

مجھے خوف ہے کہ اگر مسلمانوں نے فوری اس کی روک تھام نہ کی تو وقت ہاتھ سے نکل جائے گا، اس وقت اس کو قابو میں کرنا مشکل ہوجائے گا۔

اسرائیل اساسِ اسلام کے لئے خطرہ ہے، سارے اسلامی ممالک اور مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو اس عنصر فساد کا خاتمہ کریں اور جو لوگ اس شر کی روک تھام کر رہے ہیں ان کی مدد میں کوتاہی نہ کریں، صدقہ و زکاۃ کو بھی دفاعی امور میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

پروردگار عالم سے دعا ہے کہ ملت اسلامیہ کو بیدار کرے تاکہ وہ ممالک اسلامیہ کے دشمن کو پہچانیں اور ان سے اپنا دفاع کریں۔"[۱]

اس سلسلے میں امام خمینی رضوان اللہ علیہ کے انٹرویو کے چند اقتباسات ان کے جذبہ درد کی ترجمانی کر رہے ہیں:

سوال: کیا رقوم شرعیہ فلسطین کے مجاہدین پر خرچ کی جاسکتی ہیں؟

۱۔ فلسطین خونبار، تالیف: مولانا سید حسین مہدی الحسینی، مطبوعہ ۲۰۱۰ء، ممبئی، صفحات ۱۵۱۔ ۱۵۲

جواب: زکوٰۃ و صدقات کی بڑی رقم ان مجاہدین پر خرچ کی جاسکتی ہے۔ جو ضد بشریت یہودیوں کے خاتمے کے لئے صفِ جہاد میں مصروف دفاع ہیں۔ یہ مجاہدین اسلام کے وقارِ رفتہ کی بحالی کے لئے سر و تن کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔

ہر اُس مسلمان پر جو خدا اور روز جزاء پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنی تمام توانائی فلسطین کی رہائی کے لئے صرف کرے یا شہادت پر فائز ہو کر دشمن کا صفایا کردے۔

مسلمانو! تمہارا فریضہ ہے کہ تسلط اسرائیل کی ذلت سے خود کو آزاد کراؤ، مومنین کو یقین دلاؤ کہ خدا کی مدد ہمارے ساتھ ہے اس کا ارشاد ہے:

نَصْرٌ مِّنَ اللهِ وَفَتْحٌ قَرِيب وَبَشِّرِ الْمُومِنِين ۔[1]

ایک اور نعمت جس کو تم پسند کرتے ہو وہ اللہ کی جلد پہنچنے والی فتح و نصرت ہے، ایک موقع پر فرمایا ہمارا یہ آخری نظریہ ہے کہ اسرائیل کے خلاف جنگ کرنے والے جانبازوں کو اپنی جنگ جاری رکھنا چاہئے چونکہ زندگی "عقیدہ و جہاد" کا نام ہے۔

اسلام کا لازوال نظریہ ہے کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔ حالات حاضرہ میں شوکت و عظمت اسلام کو دوبالا کرنے کے لئے اسرائیل سے جنگ جاری رکھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ۔[2]

۱۔ سورۂ صف، آیت ۱۳
۲۔ سورۂ انفال، آیت ۶۰

اور تم سب ان کے مقابلہ کے لئے امکانی قوت اور گھوڑوں کی صف بندی کا انتظام کرو جس سے اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن اور ان کے علاوہ جن کو تم نہیں جانتے ہو اور اللہ جانتا ہے۔ سب کو خوفزدہ کردو اور جو کچھ بھی راہ خدامیں خرچ کروگے سب پورا پورا ملے گا اور تم پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔

جہاں تک ہوسکے فلسطینی مجاہدین کی کمک ومدد کرنی چاہئے تاکہ دشمن خدا اسرائیل پر فتح وغلبہ نصیب ہوسکے۔ اس یقین کے ساتھ کہ اگر تم نے خدا کی مدد کی تو خدا تمہاری مدد کرے گا، اور ثبات قدم عطافرمائے گا:

إِن تَنصُرُوا اللّٰهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ۔[1]

قرآن مجید جذبۂ جنگ کو تیز کرنے کے لئے ارشاد فرماتا ہے کہ اگر مومن ہو تو، نہ تم سست پڑو، اور نہ کبیدہ خاطر رہو۔ یقیناً تم سربلند ہو۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۔[2]

دشمن کو سرنگوں کرنے میں سستی نہ کرو اگر تم کو رنج وملال پہنچا ہے تو ان پر بھی تو صدمہ وارد ہوتا ہے۔

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۔[3]

اے مجاہدین فلسطین اگر اللہ نے چاہا تو کامیابی تمہارا مقدر ہے۔

جس وقت اسرائیل نے وحشیانہ انداز سے فلسطینیوں کا خون بہایا تو امام راحل نے بے چین ہو کر فرمایا:

بارہا کہہ چکا ہوں کہ موجودہ صورت حال میں جب اسرائیل کی درندگی اپنے عروج پر ہے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسلام کے قانون کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور جان ومال سے اسلام کا دفاع کریں۔ چونکہ بے گناہ فلسطینی بھائی، بہنوں کا خون بہایا جارہا ہے۔

۱۔ سورہ محمد، آیت ۷
۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۳۹
۳۔ سورہ نساء آیت ۱۰۴

سبھی دیکھ رہے ہیں فلسطین کو اسرائیل تباہ کار، ویران کر رہا ہے اس وقت مادی و معنوی کمک پہنچا کر فلسطین کے جہاد کو جاری رکھنا چاہئے۔ اللہ مددگار ہے۔[۱]

مذکورہ بالا صورت حال کے برقرار رہنے کا سبب فقط عالم اسلام کا منتشر و غیر متحد رہنا ہے۔ آج بڑی طاقتیں بالخصوص امریکہ جس پر چاہتا ہے اقتصادی پابندیاں تھوپ دیتا ہے اور اس ملک کی راہِ ترقی کو مسدود کردینے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسا کہ اسلامی جمہوریہ ایران پر متعدد بار پابندیوں کے ذریعہ کوشش یہی کی گئی ہے کہ یہ غیرت مند ملک عالمی پیمانے پر آگے نہ بڑھنے پائے۔

قرآن مجید نے بارہا متوجہ کیا ہے کہ خود کو اختلاف و انتشار کا سبب نہ بناؤ اتحاد و اتفاق ہی میں تمہاری کامیابی ہے۔ مدینۂ منورہ میں دو بڑے قبیلے "اَوس وخَزرج" صدیوں سے باہم برسرِ پیکار تھے نبی رحمت ﷺ نے جب مدینے میں نزولِ اجلال فرمایا تو ان قبیلوں میں صلح کرادی۔ لیکن شیطان جو ہمیشہ اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے ان دونوں قبیلوں کے درمیان جب پھر نفرت کا بیج بونا چاہا تو خداوند عالم نے ارشاد فرمایا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ۔[۲]

اور اللہ کی رسّی (قرآن و اہل بیتؑ) کو مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کردی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے اور تم جہنّم کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں نکال لیا اور اللہ اسی طرح اپنی آیتیں بیان کرتا ہے کہ شاید تم ہدایت یافتہ بن جاؤ۔

مومنین میں اگر ناچاقی پیدا ہو جائے تو خداوند عالم کی ہدایت ہے :

۱۔ فلسطین خونبار، صفحات ۱۵۲تا۱۵۶

۲۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔[۱]

مومنین بھائی بھائی ہیں پس ان میں آپس میں صلح صفائی کرادیا کرو۔

اتحادِ اسلامی کا مطلب جارحیت نہیں ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کے نام پر دہشت گردی پھیلائی جاتی رہے جیسا کہ کچھ نام نہاد تنظیمیں یہ کام انجام دے رہی ہیں اور ان کے پس پشت اسلام دشمن باطل طاقتیں ہیں۔بلکہ اتحاد اسلامی کا مطلب تمام مسلمانوں کو متحد و متفق ہو کر اپنے اوپر اور اپنے دین کے اوپر حملوں کو پسپا کیا جائے اور جن لوگوں نے اُمت مسلمہ پر جارحیت کی ہوان کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔

اس کی تازہ مثال ۲۶/اکتوبر ۲۰۲۲ء صوبۂ فارس اسلامی جمہوریہ ایران کے شہر شیراز میں امام زادے احمد بن امام موسیٰ کاظمؑ المعروف بہ شاہ چراغ کے مزار پر دہشت گردانہ حملہ ہے کہ جس میں ۱۵/زائرین شہید ہوئے اس حملے کی ذمہ داری داعش نے لی ہے۔ظاہر ہے کہ اس طرح کے حملوں کی اسلامی میں تو کوئی گنجائش ہے نہیں، البتہ یہ دہشت گرد تنظیمیں ایسے معاملات میں اسلام کا نام لے کر اسلام کو بدنام کرتی ہیں۔

جب جب عالم اسلام نے اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا ہے دشمن اپنی سازشوں میں ناکام ہوا ہے۔ابھی حالیہ ہی دنوں میں لے لیجئے اِسی اسلامی جمہوریہ ایران میں ایک کُرد لڑکی مہسا امینی کی ناگہانی موت کو جو رُخ دیا گیا وہ بہت ہی خطرناک تھا۔ اسلامی شناخت، حجاب کے خلاف اس نے آواز بلند کی اُسے سمجھانے بجھانے کے لئے پولیس کی نگرانی میں اصلاحی مرکز میں لے جایا گیا جہاں کسی واقعہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اندیشے کی وجہ سے وہ ہارٹ اٹیک کا شکار ہوئی اور اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔ حجاب کے خلاف اس لڑکی اور اس کی ساتھی لڑکیوں کا احتجاج دراصل اسلام دشمن طاقتوں کی سازش کا نتیجہ تھا۔ تاکہ اسی بہانے ایک منفرد مملکت اسلامیہ کو کمزور کیا جاسکے۔اندورن ملک بہکائے ہوئے لوگوں کے ذریعہ مظاہرہ ہوا اور پھر بیرون ملک بھی اسی کو بہانہ بنا کر مظاہرے کئے گئے۔ لیکن اسلامی جمہوریہ ایران کے غیور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق نے ان کی عالمی سازش کو ناکام بنادیا۔ اگر اسی روش کے اوپر آج تمام عالم اسلام گامزن ہو جائے تو سازش کا جال بچھانے والا استعمار خود اپنے بچھائے ہوئے جال میں پھنس جائے گا اور اسے کوئی راہ فرار نظر نہ آئے گی۔

۱۔ سورہ حضرات، آیت ۱۰

ہمارے ملک عزیز ہندوستان میں جب انگریزوں کی حکومت تھی جن کا تیر بہدف نسخہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" تھا۔ انہوں نے یہاں لکھنؤ جیسے شہر علم وادب میں سنی شیعہ فساد کرانے کی کوشش کی۔ اُس زمانے میں مسلمانوں کے معروف رہنما مولانا ابو الکلام آزاد نے جو حکمتِ عملی اختیار کی وہ قابلِ داد و تحسین ہے۔ قضیہ مدح صحابہ میں بظاہر مولانا مرحوم کو اپنے ہم مسلکوں یعنی برادران اہل سنت کا ساتھ دینا چاہئے تھا لیکن ہوا اس کے برعکس اور انہوں نے اِس کی مخالفت کی۔ اس صورت حال سے جوابی عمل "تبرا ایجی ٹیشن" بھی متاثر ہوا۔ اس طرح دو بڑے فرقے سنی اور شیعہ اس بڑے نقصان سے بچ گئے کہ جو عمل وجواب عمل کی وجہ سے آئندہ رونما ہونے والا تھا۔ آج بھی رہ رہ کر اسی طرح کے مسائل اٹھائے جاتے ہیں تاکہ مسلمان مسلکی خانوں میں تقسیم ہو کر اپنے مشترکہ مفادات کو بھینٹ چڑھا دیں۔

انشاء اللہ جس دن یہ امت مسلمہ اس مسئلے میں بیدار ہو گئی اور ماضی کی تلخیوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے آنکھیں کھلی رکھی تو یہ ایک ایسی متحدہ طاقت ہو گی کہ جس کو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی سرنگوں نہیں کر سکتی۔ مولانا ابو الکلام آزاد کا نام آیا ہے تو ہم ان کی اس روش کی ستائش میں پیچھے نہیں رہ سکتے کہ انگریزوں کے ذریعہ تقسیم ملک کی جو سازش رچی گئی تھی انہوں نے حتی الامکان اس کی مخالفت کی لیکن آواز تنہا تھی وہ دب گئی۔ ملک تقسیم ہوا اور پھر نتیجے میں امت مسلمہ کو بہت کچھ جھیلنا پڑا جس کا سلسلہ دراز ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سے زیادہ اپنی امت پر کون مہربان ہو سکتا تھا۔ آپ کے بارے میں قرآن مجید نے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا تھا کہ:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔[۱]

یقیناً تمہارے پاس وہ پیغمبر آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے اور اس پر تمہاری ہر مصیبت شاق ہوتی ہے وہ تمہاری ہدایت کے بارے میں حرص رکھتا ہے اور مومنین کے حال پر شفیق اور مہربان ہے۔

اس روشنی میں ذیل کی حدیث پیغمبر ﷺ سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپؐ اپنی امت کو متحد دیکھنا چاہتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ مسلمان ایک دوسرے کی خبر گیری سے غافل نہ ہو۔ چنانچہ آپؐ کا ارشاد ہے:

۱۔ سورہ توبہ، آیت ۱۴۸

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[۱]

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس کے اوپر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ اگر کوئی اپنے کسی بھائی کی حاجت کو پوری کرے گا تو خداوند عالم اس کی حاجت کو پوری کرے گا۔ اگر کوئی شخص کسی مومن سے شدت و سختی کو دور کرے گا تو خداوند عالم قیامت تک اس سے سختی اور شدت کو دور فرماتا رہے گا۔ اگر کوئی کسی مومن کی ستر پوشی کرے گا خداوند عالم قیامت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔

ہمارے نبی ﷺ کو امت کا کتنا خیال و پاس تھا اس کا اندازہ ہجرت کے موقع پر ہوا۔

ہجرت کے بعد درپیش سب سے بڑا مسئلہ مہاجرین کی آبادکاری کا تھا کیونکہ وہ دین کی خاطر اپنا گھر بار اور ساز و سامان سب کچھ چھوڑ آئے تھے۔ آپ ﷺ نے اس سلسلے میں ایک نہایت اہم قدم اٹھاتے ہوئے انصار و مہاجرین کو اسلام کے رشتۂ اخوت میں منسلک کر دیا۔ ایک مہاجر کو دوسرے انصاری کا بھائی بنا دیا گیا۔ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں سے جو فیاضی اور ایثار کا ثبوت دیا وہ اسلامی و عالمی تاریخ میں سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہے۔ وہ مہاجرین جو مدینہ آنے کے بعد خود کو تنہا محسوس کر رہے تھے اپنے انصار بھائیوں کے اس ایثار سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنا وطن اور عزیز و اقارب چھوڑنے کا غم بھول گئے۔ انصار اور مہاجرین میں ایسا اتحاد و یگانگت پیدا ہوئی جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔[۲]

عقدِ مواخات میں پیغمبر اسلام ﷺ نے صیغۂ اخوت جاری کرنے کے سلسلے میں جو اہم ترین قدم اٹھایا وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو اپنا بھائی قرار دینا تھا۔ اور ان دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کی نصرت و ہمدردی کی جو مثال قائم کی ہے وہ عدیم النظیر ہے۔

۱۔اخرجہ البخاری (۲۴۴۲)، ومسلم (۲۵۸۰)

۲۔ https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%85%D9%88%D8%A7%D8%AE%D8%A7%D8%AA

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نام پر مومنین کو آپس میں متحد و متفق کرنے کا ایک نسخہ اعمال غدیر میں موجود ہے۔ چنانچہ ۱۸/ذی الحجۃ الحرام یعنی عید غدیر کے دن ایک اہم ترین عمل مومنین کا آپس میں صیغۂ اخوت کا جاری کرنا بھی ہے۔

شیخ عباس قمی علیہ الرحمہ نے اعمال غدیر کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ:

رسول خداؐ نے اصحاب کے درمیان رشتۂ اخوت جوڑا تھا۔ اس لئے اس روز عقدِ اخوت، مومنین کے لئے مناسب ہے۔ اور اس کا طریقہ جو شیخ نے مستدرک وسائل میں زاد الفردوس سے نقل کیا ہے۔ یہ ہے کہ اپنا داہنا ہاتھ دوسرے برادر مومن کے ہاتھ پر رکھے اور کہے:

" واخَیْتُکَ فِی اللهِ، وَصافَیْتُکَ فِی اللهِ، وَصافَحْتُکَ فِی اللهِ، وَعاهَدْتُ اللهَ وَمَلائِکَتَهُ وَکُتُبَهُ وَرُسُلَهُ وَأَنْبِیائَهُ وَالْاَئِمَّةَ الْمَعْصُومِینَ عَلَیْهِمُ اَلسَّلَامُ عَلَی أَنِّی إِنْ کُنْتُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالشَّفاعَةِ وَأُذِنَ لِی بِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ لاَأَدْخُلُهاإِلاَّوَأَنْتَ مَعِی ''۔

میں تیرا بھائی ہوں راہ خدا میں اور میں نے دوستی کی تجھ سے (یعنی با دوست بنا) راہ خدا میں اور میں نے تجھ سے مصافحہ کیا راہ خدا میں اور میں نے خدا سے اور اس کے ملائکہ، کتابوں، رسولوں، انبیاء اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے عہد کیا ہے کہ میں اگر جنت والوں میں اور شفاعت والوں میں ہوں گا اور مجھ کو اجازت دی گئی کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو میں جنت میں داخل نہ ہوں گا مگر یہ کہ تو میرے ساتھ ہوگا۔

پھر برادر مومن کہے:

''قَبِلْتُ''

میں نے قبول کیا۔

پھر کہے:

''أَسْقَطْتُ عَنْکَ جَمِیعَ حُقُوقِ الْاُخُوَّةِ مَاخَلاَ الشَّفاعَةَ وَالدُّعاءَ وَالزِّیارَةَ۔''

میں نے تم سے تمام حقوق برادری کو ساقط کر دیا سوائے شفاعت، دعاء اور زیارت کے۔[۱]

منابع حضرات اہل سنت اور حضرات تشیع دونوں کے یہاں ایسی احادیث کا ذخیرہ موجود ہے کہ جن میں مسلمانوں کے ذریعہ مسلمانوں مومنوں کے ذریعہ مومنوں کی خصوصی خبر گیری و رعایت کا تذکرہ موجود ہے۔اور یہ بھی تاکید ہے کہ ایک دوسرے کو نقصان پہچانے سے پورے طور سے بچا جائے۔ صحیح بخاری میں پیغمبر اسلام حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مبارکہ موجود ہے:

”الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَالْمُہَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبَ۔“[۲]

”کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے مسلمان محفوظ ہوں اور اصلی مہاجر وہ ہے جس نے برائیوں کو چھوڑ دیا ہو۔“

مسلمان کے لئے یہ روا نہیں ہے کہ خود کو اپنے برادرِ اسلامی و ایمانی پر ترجیح دے۔اس سلسلے میں بھی صحیح بخاری کی یہ حدیث پیغمبرؐ ہم سب کی رہنمائی کرتی ہے:

”لایؤمن أحدُکم حتی یحب لأخیہ مایحب لنفسہ۔“[۳]

تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“

صحیح مسلم میں ایک حدیث پیغمبرؐ اس طرح نقل ہوئی ہے:

”الْمُسْلِمُ أَخُوْ الْمُسلِمِ، لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ، وَلَا یَحْقِرُہٗ؛ اَلتَّقْوٰی ھَاھُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ یَّحْقِرَ أَخَاہُ الْمُسلِمَ، کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُہٗ، وَمَالُہٗ، وَعِرْضُہٗ۔“[۴]

۱۔ مفاتیح الجنان، ترجمہ علامہ ذیشان حیدر جوادی، مطبوعہ تنظیم المکاتب، صفحہ ۵۱۲
۲۔ صحیح البخاری، ج۱، ص۶، باب المسلم من سلم المسلمون
۳۔ صحیح البخاری، ج۱، ص۶، حدیث ۱۳
۴۔ صحیح مسلم، ج۲، ص۳۱۷، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے قلب مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار یہ الفاظ فرمائے: تقویٰ کی جگہ یہ ہے۔ کسی شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دُوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔"

اگر دنیا بھر کے تمام مسلمان قرآنی ہدایت اور احادیث پیغمبرؐ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ طے کرلیں کہ ہمیں نفرتوں سے دور رہنا ہے، بھائی چارے کو فروغ دینا ہے، کسی کو نقصان نہیں پہنچانا ہے، اور اپنے برادر دینی کو حتی الامکان فائدہ پہنچانے میں کوئی دروغ نہیں ہوگا تو آج دنیا کا نقشہ ہی بدل سکتا ہے۔ اور جب اتحادِ اسلامی کے زیر سایہ تمام مسلمان سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گے تو دنیا کے کسی بھی بڑے بڑے سے شر پسند ملک کو افراد کو اس کی جسارت نہیں ہوگی کہ وہ اس امت مسلمہ کو کوئی نقصان پہنچا سکے یا اس سے کوئی ناجائز فائدہ حاصل کرسکے۔ اسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بانی انقلاب اسلامی امام خمینی علیہ الرحمہ نے یہ قیمتی نعرہ دیا تھا: "ایھاالمسلمون اتحدوا اتحدوا"۔ مسلمانو! متحد ہو جاؤ، متحد ہو جاؤ۔